❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت صداقت مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

(تقریر نمبر7)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَالَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِنْھُمْ یَتْلُو عَلَیْھِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِی ضَلَالٍ مُبِینٍ، وَآخَرِینَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَالْعَزِیْزُالْحَکِیْمُ (الجمعہ:3-4)

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

سامعین کرام! حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار پر مشتمل جو قطعہ مَیں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھا ہے، اُس کا دوسرا مصرع ”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“ خاکسار کی گزارشات کا موضوعِ سخن ہے۔

اِس مصرع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں جو شخص حضرت مسیح موعود و مہدی موعود کی بیعت کرے گا۔ آپ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اُس کا شمار صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہوگا۔ یعنی اُن کی مشابہت قرون اولیٰ کے بزرگ صحابہؓ کے ساتھ ہوگی کیونکہ لکھا ہے کہ اِس آیت کے نزول پر بعض صحابہؓ نے آنحضورؐ سے دریافت فرمایا کہ یارسول اللہؐ! وہ کون لوگ ہیں جو ہم میں سے ہیں لیکن ابھی ہم سے نہیں ملے؟۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریّا ستارے پر بھی چلا گیا تو ایک عظیم فرد یا بہت سے افراد اُس گمشدہ ایمان کو ثریّا سے واپس لا کر لوگوں کے دلوں میں قائم کریں گے۔ گویا کہ آنے والے موعود مسیح و مہدی کے ساتھیوں سے متعلق یہ بشارت تھی کہ وہ وَآخَرِینَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے مصداق بننے والے ہیں۔

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ نے اس مصرع کی تشریح بیان فرمائی کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جسمانی طور پر صحابہ سے مل سکتا ہے کیونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اگر اپنے اعمال کو اس قدر پاک وصاف کرے تو وہ صحابہ کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔

صحابی کے معنی ایسے شخص کے ہیں جس کا دل خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو، ایمان اور اخلاص سے پُر ہو اور اپنے مذہب کے لیے ہر طرح کی قربانی کرنے کے لیے تیار ہو۔ پس صحابی بننے کے لیے جسمانی طور پر قربت کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے آقا کے نقش کو دل پر قبول کیا جائے۔ پس صحابی بننے کے لیے لازمی ہے کہ اپنے آقا کی سچائی پر پختہ ایمان اور اس کی تعلیم کے مطابق عمل کیا جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ جمعہ نازل ہوئی جس میں یہ آیت بھی تھی ''وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْابِھِمْ'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے، یعنی ''وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ'' سے کون لوگ مراد ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ تین بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ اسی مجلس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھ کر فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو ان (اہل فارس) میں سے ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص اس کو پالیں گے۔

(مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضل فارس)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والے آخرین نے بھی قربانیوں کے وہی معیار قائم کرنے کی توفیق پائی جو اولین نے ان کے لیے بطور سنت کے چھوڑے تھے۔ وفا، اخلاص، محبت وعشق، قدمِ صدق، جان ومال ووقت غرضیکہ ہر قسم کی قربانی میں اولین اور آخرین کی مماثلت بہت واضح نظر آتی ہے۔

اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کی سیرت وسوانح پر نظر ڈالیں تو صحابہ رسولؐ کے واقعات کے سے ملتے جلتے کئی واقعات ہمیں اُن کی زندگیوں میں بھی کثرت سے ملتے ہیں۔ آج خاکسار مالی قربانی کے بارہ میں کچھ واقعات بیان کرے گا۔

سامعین! ہم یہ بات جانتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے نبی مامور ہوتے ہیں تو ان کو دین کی خدمت کے لیے اموال کی ضرورت پیش آتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپؐ کے صحابہؓ نے مالی قربانیوں کا بھی حق ادا کر دکھایا۔ ان میں سرفہرست حضرت ابوبکرؓ کا نام ہے۔ آپؓ کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب سب لوگوں نے میرا انکار کیا تو ابوبکرؓ تھا جس نے میری تصدیق کی اور اپنے مال اور جان سے میری مدد کی۔

(سیرت الحلبیہ جلد 1 صفحہ 295)

پھر حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمانؓ غنی اور حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے بھی بڑی بڑی مالی قربانیاں پیش کیں۔ قربانی کا ایک اعلیٰ معیار اس وقت دیکھنے کو ملتا ہے جس کی نظیر انسانی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہبہ شدہ رقم اللہ کی راہ میں غرباء اور ضرورت مندوں میں تقسیم کردی اور غلام آزاد کردیے اور اپنے لیے فقر کی زندگی چن لی اور حضرت خدیجہؓ نے ہر طرح کے حالات میں آپؐ کا ساتھ دیا۔

جب سورۃ آل عمران کی آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نے اپنا پیارا باغ اللہ کے نام پر صدقہ کردیا۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ وکتاب الوصایا)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا۔ اتفاق سے ان دنوں میں کافی مالدار تھا۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر کبھی مَیں ابوبکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ آج کا دن ہے۔ مَیں اپنا آدھا مال لے کر حاضر ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھروالوں کے لیے کیا چھوڑا؟ عرض کی کہ اتنا ہی جتنا آپ کی خدمت میں حاضر کردیا ہے۔ کچھ ہی دیر بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا مال لے کر حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا کہ حضورؐ! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی گھر چھوڑ کر آیا ہوں۔ مَیں نے کہا: مَیں ابوبکر سے کبھی سبقت نہ لے جا پاؤں گا۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ کہ کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے تا کہ وہ اس کے لیے اسے کئی گنا بڑھائے اور اللہ رزق قبض بھی کرلیتا ہے اور کھول بھی دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، تو ابوالدحداح رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس دو باغ ہیں۔ اگر مَیں ان میں سے ایک صدقہ کردوں تو کیا مجھے جنت میں ایسا ہی باغ ملے گا؟ فرمایا ہاں!۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا میری بیوی اور بیٹا بھی میرے ساتھ ہوں گے؟ فرمایا ہاں!۔ اس پر ابوالدحداح نے کہا کہ مَیں اپنا بہترین باغ خدا کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس گئے جو اسی باغ میں تھے۔ وہ باغ کے دروازے پر کھڑے ہوگئے اور اپنی

بیوی کو یہ واقعہ سنایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے بہت اچھا سودا کیا ہے۔ پھر وہ سب اندر چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوالدحداح کے لیے کتنے ہی لہلہاتے ہوئے باغات ہیں۔

(سورۃ البقرۃ آیت 248 تفسیر کبیر رازی جلد 6 صفحہ نمبر 166)

بہر حال صحابہ ہر وقت اس تڑپ میں رہتے تھے کہ کب کوئی نیکی کا حکم ملے اور ہم اسے بجالانے کے لئے ایمان، اخلاص، وفا اور قربانی کا اظہار کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو انتہائی قابلِ رشک فرمایا ہے اور یہ معیار حاصل کرنے والے ہمیں صحابہ رضوان اللہ علیہم میں بے شمار نظر آتے ہیں جو سِرًّا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور اعلانیہ بھی۔ چھپ کر بھی کرتے تھے اور ظاہری طور پر بھی کرتے تھے تا کہ وہ معیار حاصل کریں جو اللہ تعالیٰ ایک مومن سے چاہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی نے اُن میں جو روحانی انقلاب برپا کیا تھا اُس وجہ سے وہ اس فکر میں ہوتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ یہی اُن کا مقصود تھا جس کے لئے وہ سر توڑ کوشش کرتے تھے۔ صحابہ کی زندگیاں اس بات کی شاہد ہیں کہ انہوں نے اس مقصود کو پا بھی لیا جس کے لئے وہ کوشش کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خوشنودی کی سند حاصل کی۔

سامعین! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے...بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لیے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔"

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ 306)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپؐ کی قوت قدسیہ سے جو انقلاب آیا اور صحابہؓ نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جان، مال کی جو قربانیاں کیں وہ ہمیں آپؐ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی ذات اور آپؐ کی جماعت میں بھی نظر آتی ہیں۔ اس زمانہ میں اسلام جس کمزوری اور ضعف کی حالت میں تھا اس کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں اسلام کے لیے ایک تڑپ تھی۔ چنانچہ آپؐ نے از سرِ نَو احیائے اسلام کے لیے نہ صرف گریہ وزاری سے کام لیا بلکہ اپنا تَن مَن دھن سب کچھ وقف کر دیا۔ ظلمت و تاریکی کے اس پُر آشوب دور میں آپ نے ایک معرکہ آراء کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام "براہین احمدیہ" رکھا اور تمام مذاہب کو چیلنج کیا اور اپنی کل جائداد اس راہ میں پیش کر دی جس کی مالیت اس وقت کم از کم دس ہزار روپے تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم جولائی 1900ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لیے مالی قربانی کی تحریک فرمائی اور 101 صحابہ کی فہرست بھی شائع کی اور ان سے کم از کم ایک ایک سو روپیہ چندہ کا مطالبہ فرمایا۔ کیونکہ کُل تخمینہ اخراجات دس ہزار روپیہ تھا۔ نیز آپؐ نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ اس تحریک میں مطلوبہ چندہ دینے والوں کے نام بطور یادگار منار پر کندہ کیے جائیں گے۔ اس تحریک میں 211 مخلصین نے کم از کم سو سو روپیہ چندہ دیا۔ حضرت اماں جانؓ نے دہلی کا ایک ذاتی مکان فروخت کر کے ایک ہزار روپیہ چندہ اس تحریک میں ادا کیا۔

1891ء میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ قادیان میں منعقد ہوا اور مہمانوں کی ایک کثیر تعداد جمع ہوئی جن کی ضیافت کا کُل خرچ حضور اقدس علیہ السلام نے برداشت کیا۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے لیے چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا تھا۔ حضور اپنے پاس سے ہی صَرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لیے کوئی سالن نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لیے سامان بہم پہنچا دیا۔

(ریویو آف ریلیجنز اردو جنوری 1942 صفحہ نمبر 44-45)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے صحابہؓ کی مالی قربانیوں کا خود بھی ذکر فرمایا کرتے تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"میاں شادی خان لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپے چندہ دے چکے ہیں اور اب اس کام کے لیے دو سو روپے چندہ بھیج دیا ہے اور یہ وہ متوکّل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائداد پچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ "چونکہ ایامِ قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کر لیں اس لیے جو کچھ اپنے پاس تھا سب بھیج دیا اور در حقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔" (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 315۔ اشتہار یکم جولائی 1900ء)

یہ سن کر انہوں نے گھر میں جو چارپائیاں رہ گئی تھیں وہ بھی بیچ کر ان کی رقم حضرت صاحبؑ کے حضور پیش کر دی۔

(الحکم 21، فروری 1923ء صفحہ 7)

حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحبؓ کے بارے میں حضورؑ کی گواہی ہے:

''اُن کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے مَیں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 520)

حضرت سیٹھ عبد الرحمٰن صاحبؓ ہوں یا حضرت شیخ رحمت اللہ صاحبؓ یا حضرت خلیفہ رشید الدین صاحبؓ سبھی کو ان کے بے نظیر اخلاص اور مالی قربانیوں کے باعث حضور حبّی فی اللہ کے لقب سے نوازتے ہیں۔ ان میں سے کتنے ہی صحابہ ہیں جنہوں نے صدیقی رنگ میں رنگین ہو کر اپنے گھروں کا سارا سامان آقا کے قدموں میں لاڈالا۔

(تین سو تیرہ اصحاب صدق وصفا صفحہ 296)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی قربانیاں اس قدر بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ نے سلسلہ کے لیے اس قدر مالی قربانی کی ہے کہ آئندہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعو علیہ السلام کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ پیسہ کی ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں میں تحریک بھیجی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگر خانہ دو جگہ پر ہو گیا ہے۔ ایک قادیان میں اور ایک یہاں گورداسپور میں اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔ جب حضرت صاحب کی یہ تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اس دن ان کو تنخواہ قریباً 450 روپے ملی تھی وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضرت صاحب کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ رقم گھر کی ضرورت کے لیے رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا مسیح لکھتا ہے کہ دین کے لیے ضرورت ہے تو پھر اَور کس کے لیے رکھ سکتا ہوں؟''

(تقریر جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1926ء انوار العلوم جلد 9 صفحہ نمبر 403)

ایک دفعہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کی کہ حضور لنگری کہتا ہے کہ لنگر کا خرچ ختم ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بعض مخلص احباب کو متوجہ کیا جاوے چند مخلص افراد کو امداد لنگر کے واسطے خطوط لکھے گئے اور کئی مخلصوں کے جواب اور رقوم آئیں۔ وزیر آباد کے شیخ خاندان نے جو مخلص احمدی تھے ان کا ایک پسر نوجوان خط ملتے وقت طاعون سے فوت ہوا تھا اور اس کے کفن دفن کے واسطے مبلغ دو سو روپے بغرض اخراجات اس کے پاس موجود تھے۔ اس نے اسی وقت (اس لڑکے کے باپ نے) ایک خط حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا اور یہ خط ایک سبز کاغذ پر تحریر تھا اور اس کے عنوان میں یہ لکھا کہ 'اے خوشا حال کہ قربانِ مسیحا گردد' کہ مبارک ہے وہ مال جو خدا کے مسیح کے لئے قربان کر دیا جائے۔ نیچے خط میں لکھا میرا نوجوان لڑکا طاعون سے فوت ہوا ہے۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے مبلغ دو سو روپے تجویز کئے تھے جو ارسال خدمت کرتا ہوں اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کر دیتا ہوں۔

(رسالہ ظہور احمد موعود مؤلفہ قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی۔ قاضی خیل صفحہ 71-70 مطبوعہ 30، جنوری 1955)

پھر ایک صحابی حضرت منشی ظفر احمد صاحب بذریعہ میاں محمد احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ چوہدری رستم علی خاں صاحب مرحوم انسپکٹر ریلوے تھے۔ ایک سو پچاس روپیہ اُن کو ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ بڑے مخلص اور ہماری جماعت کے قابلِ ذکر آدمی تھے۔ وہ بیس روپیہ ماہوار اپنے گھر کے خرچ کے لئے اپنے پاس رکھ کر باقی کل تنخواہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیج دیتے تھے اور ہمیشہ اُن کا یہ قاعدہ تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 13 صفحہ نمبر 360 روایت حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ امرتسر میں تھے کہ حضورؑ کی طرف سے چندہ لینے والے پہنچ گئے۔ نقد رقم موجود نہ تھی۔ آپ کے پاس اس وقت کنستر میں صرف آدھ سیر کے قریب آٹا تھا۔ آپ نے وہی پیش کر دیا اور وہ ساری رات آپ اور آپ کے اہل خانہ نے فاقہ سے گزار دی۔

(الفضل 18 جولائی 1977ء)

سامعین کرام! یہ ہے وہ اخلاص جو حضرت مسیح موعودؑ نے مریدوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے تھا جماعت کے لئے تھا، اللہ تعالیٰ کی مرضی چاہنے کے لئے تھا۔ یہی لوگ تھے جن کو آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (الجمعۃ:4) کے ماتحت صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔ حضور علیہ السلام اپنے ایسے ہی مخلص صحابہ کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مَیں دیکھتا ہوں کہ صدہا لوگ ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں جن کے بدن پر مشکل سے لباس بھی ہوتا ہے۔ مشکل سے چادر یا پاجامہ بھی ان کو میسر آتا ہے۔ ان کی کوئی جائیداد نہیں مگر ان کے لا انتہاء اخلاص اور ارادت سے محبت اور وفا سے طبیعت میں ایک حیرانی اور تعجب پیدا ہوتا ہے جو اُن سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتی رہتی ہے یا جس کے آثار اُن کے چہروں سے عیاں ہوتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 584 ایڈیشن 1988ء)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

''بہتیرے اُن میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سِلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔''

(ایّام الصلح)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب وقفِ جدید کی اور تحریکِ جدید کی تحریک کی تو بے شمار لوگوں نے، غریب لوگوں نے تھوڑی رقمیں لا کے چندے میں دینی شروع کیں۔ کوئی مرغی لے آیا، کوئی مرغی کے انڈے لے آیا اور یہ کہا کہ ہمارے پاس جو کچھ تھا وہ ہم نے پیش کر دیا۔

حضرت جابرؓ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز عید پڑھائی آپؐ کھڑے ہوئے نماز سے آغاز کیا اور پھر لوگوں سے خطاب کیا، جب آپؐ فارغ ہو گئے تو آپؐ منبر سے اُترے اور عورتوں میں تشریف لے گئے اور انہیں نصیحت فرمائی۔ آپ اس وقت حضرت بلالؓ کے ہاتھ کا سہارا لئے ہوئے تھے اور حضرت بلالؓ نے کپڑا پھیلایا ہوا تھا جس میں عورتیں صدقات ڈالتی جا رہی تھیں۔

(بخاری کتاب العیدین باب موعظۃ الامام النساء یوم العید)

تو اسلام میں مالی قربانی کی مثالیں صرف مردوں تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ اس پیاری تعلیم اور جذبہ ایمان کی وجہ سے عورتیں بھی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہی ہیں اور لیتی ہیں اور اپنا زیور اُتار اُتار کر پھینکتی رہی ہیں اور آج پہلوں سے ملتی والی جماعت میں یہی نمونے ہمیں دِکھنے کو ملتے ہیں۔ عورتیں اپنے زیور آ آ کر پیش کرتی ہیں۔ عموماً عورت جو شوق سے زیور بنواتی ہے اس کو چھوڑنا مشکل ہوتا ہے لیکن احمدی عورت کا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز پیش کی جائے۔

گزشتہ دنوں میں جب انگلستان کی مساجد اور پھر تحریک جدید کے بزرگوں کے پرانے کھاتے کھولنے کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک کی تھی تو احمدی خواتین نے اپنے زیور پیش کئے اور بعض بڑے بڑے قیمتی سیٹ پیش کئے کہ یہ ہمارے زیوروں میں سے بہترین ہیں اور یہ ثابت کیا کہ ہم اللہ کے اس حکم کی پابندی کر رہی ہیں کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:93) جو سب سے پسندیدہ چیزیں ہیں وہ ہی پیش کر رہی ہیں۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ آج کے دَور میں جماعت احمدیہ میں مالی قربانی کے جذبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اب گھانا کی مثال مَیں دیتا ہوں۔ ہمارے بڑے اعلیٰ قربانی کرنے والے بھی ہیں، ایک ہمارے یوسف آڈوسئی صاحب ہیں وہ لوکل مشنری بھی تھے، بلکہ اب بھی ہیں لیکن آنریری۔ وہ کچھ دوائیاں وغیرہ بھی بنایا کرتے تھے۔ چھوٹا سا شاید کاروبار تھا اور وہ بیمار بھی تھے ان کی ٹانگ میں ایک گہرا زخم تھا جو ہڈی تک چلا گیا تھا۔ بڑی تکلیف میں رہتے تھے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاج اور دعا سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا، زخم ٹھیک ہو گیا۔ اور اس کے بعد انہوں نے پہلے سے بڑھ کر جماعت کی خدمت کرنا شروع کر دی اور کاروبار میں بھی کیونکہ ان کو کچھ جڑی بوٹیاں بنانے کا شوق تھا تو ایسی دوائیاں بنیں جن سے کاروبار خوب چمکا اور پیسے کی ایسی فراوانی ہوئی کہ جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن یہ اس پیسے پر بیٹھ نہیں گئے، بلکہ اپنے وعدے کے مطابق جماعت کے لئے بے انتہا خرچ کیا اور کر رہے ہیں۔ مختلف عمارات اور مساجد بنوائیں اور بڑی بڑی شاندار مسجدیں بنوائیں، چھوٹی چھوٹی مسجدیں نہیں اور اب بھی ہمہ وقت قربانی کے لئے تیار ہیں۔ گزشتہ سال جب مَیں دورے پر گیا تھا تو کسی خرچ کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا یہ مَیں نے کرنا ہے۔ کیونکہ آجکل دنیا میں کاروباری حالات کچھ خراب ہیں مجھے اپنے طور پر پتہ لگا تھا کہ ان کے ساتھ بھی یہی

معاملہ ہے، کاروبار اب اتنا زیادہ نہیں ہے۔، ان پر بھی حالات کا اثر ہے۔ تو مَیں نے ان کو کہا کہ کسی اور کو بھی ثواب لینے کا موقع دیں۔ سارے کام خود ہی کرواتے جا رہے ہیں۔ لیکن دینی علم تھا۔ قرآن حدیث کا علم بھی ہے۔ تو پتہ ہے کہ مَیں نے تھیلی کا منہ بند کیا تو کہیں مستقل بند ہی نہ ہو جائے اس لئے فوراً کہا کہ یہ تو مَیں نے کرنا ہے اور بہت سے دوسرے اخراجات بھی ہیں کسی کو مَیں نے روکا نہیں ہے۔ پھر ایک ابراہیم بونسو صاحب ہیں۔ یہ بھی بڑی قربانی کرنے والے ہیں۔ اکرا کے قریب انہوں نے ایک بہت مہنگی جگہ پہ جماعت کے لئے قبرستان اور بہشتی مقبرے کے لئے جگہ لے کر دی ہے اور بھی بہت سارے ہیں جو اپنی اپنی طاقت کے مطابق قربانی کرنے والے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جنوری 2005ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اس زمانے میں دنیا کی اصلاح کے لئے، دنیا کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ آپ علیہ السلام صحابہ کی مثال دے کر جب ہمیں کچھ بیان فرماتے ہیں تو اس لئے کہ یہ پاک نمونے ہمارے لئے اسوہ ہیں۔ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرو اور اگر کوشش کرو گے تو حقیقی نیکیاں سرانجام دینے والے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکو گے اور پھر جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی براہِ راست تربیت سے ایسے ہزاروں وجود دنیا کو دکھائے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور اس ایمان کی حرارت اور قربانیوں کی وجہ سے جماعت ہر دن ایک نئی شان سے ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جنوری 2012ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿